شخصیت

پیکر علم و عمل.... نمونہ اسلاف

حضرت مولانا محمد عبید اللہؒ.........ایک عہد ساز شخصیت

مولانا حافظ اُسعد عبید
ناظم اعلیٰ جامعہ اشرفیہ لاہور

گذشتہ ماہ پاکستان کی عظیم علمی و دینی شخصیت میرے والدِ گرامی جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم حضرت مولانا محمد عبید اللہ انتقال کر گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قحط الرجال کے اس دور میں حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحبؒ کی روشن زندگی ایک بہت بڑی نعمت اور سہارا تھی۔ والدِ گرامی حضرت مولانا محمد عبید اللہؒ کا تعلق اُن علماء حق کے ساتھ تھا جن کے آباؤ اجداد نے تحریک پاکستان میں بھر پور حصہ لیا۔ آپؒ کے والد گرامی بانی جامعہ اشرفیہ حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ نے اپنے مرشد حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے حکم پر شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع اور دیگر علمائے دیوبند کے ہمراہ تحریک پاکستان میں بھر پور حصہ لیتے ہوئے قیام پاکستان میں بنیادی کردار ادا کیا۔

حضرت مولانا محمد عبید اللہؒ کے والد گرامی حضرت مولانا مفتی محمد حسنؒ کو اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی دیگر نعمتوں سے نوازا وہاں آپؒ کو انتہائی نیک اور صالح اولاد بھی عطا فرمائی۔ آپؒ نے اپنی زندگی میں دو نکاح کئے تھے جن سے آپؒ کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں ایک بیٹا فضل الرحمٰن اور دو بیٹیاں آپؒ کی زندگی میں وفات پا گئے تھے، آپؒ کے بقیہ صاحبزادوں کے اسماء گرامی یہ ہیں:

(1) حضرت مولانا محمد عبید اللہ صاحبؒ (2) حاجی ولی اللہ صاحبؒ (3) حاجی سیٹھ محمد عبد اللہ صاحبؒ (4) شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الرحمٰن اشرفیؒ صاحب (5) مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب مدظلہ نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور، (6) مولانا عبد الرحیم صاحبؒ۔

حضرت مولانا محمد عبید اللہؒ 1921ء میں امرتسر میں مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ کے گھر میں پیدا ہوئے آپؒ نے ابتدائی قاعدہ سے لیکر حفظِ قرآن تک کی تعلیم قاری رحیم بخشؒ سے حاصل کی اور 9 سال کی عمر میں قرآنِ کریم مکمل حفظ کر لیا جس کے بعد صرف ونحو اور فارسی کی کتابیں مولانا محمد یوسف صاحبؒ اور دورۂ حدیث تک کی کتابیں اپنے والد

محترم حضرت مفتی محمد حسنؒ سے پڑھیں اور پھر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے حکم اور مشورہ سے عالَم اسلام کے عظیم دینی ادارہ دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث کے لیئے تشریف لے گئے۔ اس سے قبل حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے تمام فنون واحادیث کی کتب کی ابتداء مولانا محمد عبید اللہؒ کو خود کروائی۔

دارالعلوم دیوبند میں بخاری شریف شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے پڑھی آپؒ بہترین خوش الحان قاری قرآن ہونے کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند میں آپؒ ان چند گنے چنے خوش نصیب طلبہ میں شامل تھے جو دورانِ سبق بخاری شریف کی احادیث پڑھا کرتے تھے۔

آپؒ کے دیگر اساتذہ میں استاذ المحدثین علامہ انور شاہ کاشمیریؒ، شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علیؒ، جامع المعقول والمنقول مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ، اسیر مالٹا مولانا نافع گلؒ اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع عثمانیؒ جیسے اکابرین شامل ہیں، آپؒ نے 1941ء میں دارالعلوم دیوبند سے سندِ فراغت حاصل کی جس کے بعد افتاء کا کورس کرنے کے ساتھ ساتھ آپؒ نے پنجاب یونیورسٹی سے عربی فاضل کا امتحان امتیازی حیثیت کے ساتھ پاس کرتے ہوئے ڈگری حاصل کی۔ فراغت کے بعد اپنے والد ماجد حضرت مفتی محمد حسنؒ کی سرپرستی میں مدرسہ نعمانیہ امرتسر میں درس وتدریس کا آغاز کیا اور قیام پاکستان تک یہ سلسلہ جاری رہا، پھر جامعہ اشرفیہ لاہور کے قیام کے ساتھ ہی آپؒ نے درس وتدریس کا دوبارہ سلسلہ شروع کیا اور دورانِ تدریس ہی شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند مولانا رسول خان صاحبؒ سے فلسفہ ومنطق کی کتابیں بطور اتصالِ سند پڑھیں۔ 1953 سے 1961ء تک جامعہ اشرفیہ لاہور میں درس وتدریس کے ساتھ ساتھ ناظمِ تعلیمات کے عہدہ پر بھی فائز رہے، اس دوران حضرت مفتی محمد حسنؒ نے اپنی زندگی ہی میں آپؒ کو جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم کا عہدہ تفویض فرمادیا۔ آپ اپنی وفات تک 55 سال اس منصب پر فائز رہے اور آپؒ نے اس منصب کا حق ادا کیا۔ آپؒ کے اخلاص وللّٰہیت کی وجہ سے جامعہ اشرفیہ لاہور بڑی تیزی کے ساتھ ترقی اور اپنی علمی ودینی منازل طے کرتے ہوئے آج پوری دنیا میں ثانی دارالعلوم دیوبند کی حیثیت سے مشہور و معروف ہے۔ اس وقت پوری دنیا میں جامعہ اشرفیہ لاہور کے فیض یافتہ دین حنیف کی خدمت میں مصروف ہیں اور حرمین شریفین میں بھی جامعہ کے فضلاء درس وتدریس کے فرائض سرانجام دینے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

آپؒ کی خوبصورت، باوقار اور ایمان پرور شخصیت کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا، آپؒ ذہانت و ظرافت، حاضر جوابی اور نفاست طبع کے حسین مرقع تھے۔ آپؒ نے کم وبیش 55 سال تک جامعہ اشرفیہ لاہور میں درس وتدریس کے ساتھ ساتھ مسجد الحسن جامعہ اشرفیہ لاہور میں جمعۃ المبارک کا خطبہ دیتے ہوئے نماز پڑھاتے جس کے بعد انتہائی رقت آمیز دعا کراتے ہوئے حاضرین سے روتے ہوئے انتہائی لجاجت کے ساتھ ایک جملہ ہمیشہ فرمایا

کرتے تھے" آپؒ لوگوں کا مجھ ناچیز پر احسان عظیم ہوگا کہ میرے لیئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرا خاتمہ بالایمان فرمائیں"۔ آپؒ تمام زندگی عہدہ اور منصب سے دور رہنے کی کوشش کرتے رہے اور ہمیشہ یہ نصیحت فرماتے تھے کہ اپنے آپ کو نمود و نمائش سے دور رکھو اور اس طرح زندگی گذارو کہ "کون تھا.....کہاں سے آیا....اور کہاں چلا گیا؟؟"
لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے مولانا محمد عبید اللہؒ کو بے پناہ محبوبیت و مقبولیت سے نوازا۔ جس مجلس میں ہوتے "میر محفل" اور مرکز نگاہ بن جاتے۔ جو بھی آپؒ سے ملتا آپؒ کے اعلیٰ اخلاق اور بلند کردار سے متاثر ہو کر آپؒ ہی کا ہو کر رہ جاتا، اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو قوت استدلال، الفاظ پر گرفت، غضب کا حافظہ اور ذہانت کی دولت سے نوازا تھا، کسی بھی مسئلہ کو سمجھانے کیلئے قرآن وحدیث سے دلائل و براہین کے اُنبار لگا کر دیکھنے اور سننے والے کو حیران کر دیتے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد عبید اللہؒ کو انتہائی نیک و صالح اولاد سے نوازا جن میں پانچ بیٹے قاری احمد عبید، قاری ارشد عبید، امجد عبید، راقم حافظ اسعد عبید اور حافظ اجود عبید اور دو بیٹیوں سے نوازا۔ ان میں سے ہر کوئی شب و روز دین کی اشاعت اور جامعہ اشرفیہ کی خدمت میں مصروف عمل ہیں اور آگے ان کی اولاد یں بھی تعلیم و تدریس کی خدمت سرانجام دے رہی ہیں۔

آپؒ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مہتمم کے منصب پر فائز رہنے کے ساتھ ساتھ ممبر اسلامی نظریاتی کونسل آف پاکستان، ممبر سلیکشن بورڈ و سنڈیکیٹ یونیورسٹی آف پنجاب، وائس چیئرمین انجمن حمایت اسلام، صدر مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان، مرکزی نائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان، مدیر اعلیٰ ماہنامہ الحسن بھی رہے اور حکومت پاکستان نے آپؒ کی قومی و ملی خدمات پر آپؒ کو تمغہ ستارہ امتیاز سے بھی نوازا۔ آپؒ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک دین کی خدمت اور درس و تدریس میں مصروف رہے۔

وفات سے تقریباً دو ہفتے قبل علالت کے باعث مقامی ہسپتال میں زیر علاج رہے جہاں آپؒ نے انتہائی صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا۔ وفات سے دو روز قبل فرمانے لگے کہ جمعۃ المبارک کب ہے؟ اور یہ بھی فرمایا کہ روشنی کر دو، صفائی کر دو، دروازے کھلے رکھنا میرے خاص مہمان آنے ہیں اور میں نے ان کے ساتھ جانا ہے، اور یہ بھی الہامی جملہ ارشاد فرمایا کہ میرے جنازہ پر بہت بڑا ہجوم ہوگا اور اللہ کی رحمت برسے گی" قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید" کے مصداق آپؒ کے جنازہ میں لوگوں کا بے پناہ رش تھا اور وقفہ وقفہ سے بارش کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی برستی رہی۔

آخر کار ۱۱/ مارچ ۲۰۱۶ء بروز جمعۃ المبارک بوقت تہجد ۳ بج کر ۳۵ منٹ پر علم و عمل اور زہد و تقویٰ کا یہ سورج اپنے ہزاروں شاگردوں اور لاکھوں عقیدت مندوں کو اپنی جدائی کے غم میں روتا تڑپتا چھوڑ کر غروب ہوگیا۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ نے حضرت مولانا محمد عبیداللہؒ کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے فرمایا کہ میری دانست میں اس وقت برصغیر پاک و ہند میں ان سے بڑا کوئی عالم نہیں تھا۔

آپؒ کی نماز جنازہ جامعہ اشرفیہ لاہور میں نماز جمعہ کے بعد آپؒ کے بیٹے جامعہ اشرفیہ لاہور کے ناظم اعلیٰ مولانا قاری ارشد عبید صاحب مدظلہ نے پڑھائی جس میں مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، شیخ الحدیث حضرت مولانا صوفی محمد سرور مدظلہ، مفتی محمد حسن، سپیکر قومی اسمبلی سردار ایاز صادق، ممتاز صحافی مجیب الرحمٰن شامی، ڈاکٹر شہریار، جسٹس (ر) خلیل الرحمٰن، شیخ الحدیث مولانا انوار الحق، مولانا مفتی حمید اللہ جان، مولانا حکیم محمد مظہر شاہ، شیخ الحدیث مولانا عبدالمالک، مولانا محمد امجد خان، پیر سیف اللہ خالد، مولانا حامد الحق حقانی، سید محمد یوسف شاہ، مولانا اشرف علی، مولانا محب النبی، مولانا شاہ محمد، پروفیسر ڈاکٹر سعد صدیقی، مولانا سید آفتاب شاہ، مولانا محمد میاں صدیقی، مولانا اسد اللہ فاروق، استاذ الحدیث مولانا محمد یعقوب، مولانا عبدالرحیم چترالی، اور جامعہ اشرفیہ کے تمام اساتذہ وطلبا سمیت تمام شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ نماز جنازہ میں لوگوں کی کثرت کے وجہ سے جامعہ کی مسجد و مدرسہ کی چھتوں گراؤنڈ میں جگہ کم ہو جانے پر جامعہ کے اطراف میں کینال روڈ پر بھی لوگوں کی بڑی تعداد نے سڑک کے کنارے نماز جنازہ ادا کی۔ مرحوم کو بعد میں مقامی قبرستان شیر شاہ اچھرہ لاہور میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

''خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را''

حضرت شیخ الہند کی انکساری

''حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ آیۃ من آیات اللہ تھے۔ علم اور عمل تو فرد تھے ہی عجز و انکسار میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ رمضان المبارک کی راتوں میں حضرت کو زیادہ سے زیادہ قرآن پاک سننے کا معمول تھا۔ ایک مرتبہ کم کھانے اور کم سونے کی وجہ سے حضرت پر ضعف طاری ہو گیا، لیکن شوق کا غلبہ اسی طرح تھا، گھر سے خواتین نے قاری صاحب کو کہلا بھیجا کہ آپ اپنی طبیعت کی ناسازی کا کہہ کر سو جائیں، اس طرح حضرت کو بھی آرام کا موقع مل جائے گا، قاری صاحب نے عذر کیا تو حضرت بہ خوشی راضی ہو گئے، قاری صاحب اندر جا کر لیٹ گئے، تھوڑی دیر بعد انہوں نے محسوس کیا کہ کوئی شخص ان کے پاؤں دبا رہا ہے، انہوں نے دیکھا تو وہ خود حضرت شیخ الہند تھے، ان کی حیرت و ندامت کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا، اٹھ کر کھڑے ہو گئے، حضرت فرمانے لگے کہ بھائی اس میں حرج ہی کیا ہے؟ تمہاری طبیعت اچھی نہیں دبانے سے ذرا راحت آ جائے گی۔''